تحفظ حقوقِ دانش ایکٹ ۲۰۱۲ء میں حقوقِ ادبیہ کا تعارف وشرعی جائزہ

A Sharī'a Analysis of Literary Rights in the Intellectual Property Act 2012

مقالہ نگار: **ضیاءالدین**

لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سوات

ziaud_din@hotmail.com

معاون مقالہ نگاران: **ڈاکٹر آفتاب احمد**

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، شہید بے نظیر بھٹو یونیورسٹی، شیرنگل، اپردیر

ڈاکٹر قاضی عبدالمنان

اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات، اباسین یونیورسٹی، پشاور

ABSTRACT

Copyright is the fundamental part of the protection of intellectual property act 2012, as copyright is one of the most ancient types of the intellectual property, and the history of the field of writing and publication is very old. Therefore better legislation for copyright was also done in the first place while other laws and legislation were put into action in order to explain the need of the new legislation as per development and progress in the field of writing and publication resulting in more and more classes and genres within this huge field. The rights of an author in copyright act and the other acts of protection of intellectual property bear absolute resemblance, meaning that these rights are nearly same. The right to write your intellectual property i.e. writing books, research paper and articles etc. The author has the right of owning it as the author's personal intellectual property, the right to publish, the right to reorder and the right to edit. In favors of these laws and legislation from our sharia's point of view, the protections of these rights are safeguarded by Quran and Sunnah, in the light of which the rights of an author are guaranteed. Giving sole credit to the writer of his writing, the right to publish, the right to edit from time to time and in case of any impudence or fraud, the right of the author to fight for his right legally. These all right are guaranteed by strong accounts and arguments by the Sharī'a to the owner/author of the intellectual property similar to the protection offered by the copyright and other acts of intellectual property protection.

Keywords: Copyright, intellectual property, Protection, Sharī'a

موجودہ دور میں اگرچہ صنعتی انقلاب کے نتیجے میں سہولیات بھی ہاتھ آئے، مگر مشکل مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑا، ایجادات اور مشینی مصنوعات سے بیک وقت بے شمار اشیاء وجود میں آنے کی وجہ سے شہرت اور مال کا ملنا بظاہر آسان معلوم ہوتا گیا، مگر ان کے پسِ پردہ موجدین و مصنفین کے سالہاسال کی محنتوں کو نظر انداز کر کے شہرت اور مال کے حصول کے لیے غیر کی ایجاد کو اپنی طرف اور اصل کے بجائے نقل کی جانب لوگوں کی پیش قدمی بڑھتی گئی، حالانکہ انسانی فکر میں مضمر قوتِ دانش کی بنیاد پر ہر معاشرے میں ان فکری قوتوں کے حاملین کو برتری اور عروج حاصل ہوتی ہے، چونکہ اس فکری ترقی میں ایجاد کنندگان کی ذہنی اختراع نے انسانیت کی خدمت کر کے موجدین کو ایک عوض کا مستحق ٹھہرایا ہے اسی عوض کو **"حق ایجاد"** کہا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انسان کی ذہنی اختراع کے نتیجے میں وجود میں آنے والی ظاہری اشیاء درحقیقت انسانی ذہن کے ثمرات اور منافع ہیں، بین الاقوامی قوانین کی طرح ملکی قوانین میں بھی موجدین کے حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے۔

اس مختصر مقالہ میں تحفظِ حقوقِ دانش ایکٹ میں کاپی رائٹ ایکٹ اور حقوقِ ادبیہ کا تعارف اور اس کے تحت ملنے والی ذیلی حقوق کا تعارف اور شرعی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

تحفظِ حقوقِ دانش ایکٹ ۲۰۱۲ء میں کاپی رائٹ کا تعارف

تحفظِ حقوقِ دانش ایکٹ (Intellectual Property Act) دراصل کاپی رائٹ ایکٹ (Copy Right Act) ۱۹۶۲ء کی نئی صورت ہے، یہ ایکٹ برٹش لاء ۱۹۱۴ء میں ترمیم کے بعد سامنے آئی،[1] تاہم وقتاً فوقتاً مختلف اضافات اور ترامیم کے بعد موجودہ قانون میں بنیادی طور پر حقوقِ دانش چھ اقسام پر مشتمل ہے: ۱۔ٹریڈ مارک، ۲۔پیٹنٹ، ۳۔کاپی رائٹ، ۴۔برقی سرکٹ، ۵۔علاقائی علامات، ۶۔پودوں کی نئی اقسام[2]

شرعی نقطۂ نظر سے کاپی رائٹ ایکٹ تین حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ: علمی و ادبی تصانیف اور ان کے حقوق۔ دوسرا حصہ: فنی ایکٹ پر مشتمل تصانیف اور ان کے حقوق۔ تیسرا حصہ: موسیقی ایکٹ پر مشتمل تالیفات اور ان کے حقوق۔

کاپی رائٹ ایکٹ کے تینوں حصوں کے حقوقِ ادبیہ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی متفق ہیں، اس کے ساتھ ساتھ کاپی رائٹ ایکٹ کے حقوقِ ادبیہ تحفظِ حقوقِ دانش ایکٹ کے دیگر اقسام کو بھی شامل ہے، جس کی وجہ سے ٹریڈ مارک، پیٹنٹ، برقی سرکٹ، علاقائی علامات اور پودوں وغیرہ کی نئی اقسام میں بھی دیگر حقوق کی طرح موجد کو حقوقِ ادبیہ مستقل طور پر ملتے ہیں۔

کاپی رائٹ ایکٹ میں حقوق ادبیہ کا تعارف

ملکی قوانین میں موجدین کو ملنے والے یہ حقوق دو قسم پر ہیں:

۱۔ادبی حقوق   ۲۔مالی حقوق

ادبی حق سے مراد مؤلف کی شخصیت سے مرتبط نشر واشاعت اور اس کی طرف منسوب کی جانے والی غیر مالی نسبت ہے،[3] جو اس کے ساتھ ہمیشہ کے لیے صلبی اولاد کی طرح زندگی اور اس کے بعد مربوط اختصاصی تعلق کا نام ہے،[4] جس کی رو سے تصنیف کی نسبت اور اس کا ترجمہ، تعلیق اور تحقیق وغیرہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔[5] جب کہ مالی حق سے مراد مصنف کو شرعی اور قانونی طور پر ملنے والے فائدے کا نام ہے۔[6]

مؤلف کو حقِ ادبی کے تحت ملنے والی حقوق کا تعارف اور ان کا شرعی حکم

مؤلف کے ادبی حقوق کا تعارف

ذہنی اختراع کی وجہ سے مؤلف کو جو حقوق دیئے جاتے ہیں ان میں پہلا حق ادبی ہے، جس کے تحت مؤلف کو متعدد حقوق ملتے ہیں، ان میں پہلا حقِ نسبتی ہے۔

ا۔ حق نسبتی

مؤلف کو حقوقِ ادبیہ کے تحت ملنی والی حقوق میں ایک حقِ نسبتی ہے، جس میں مصنف کو اس بات کے مطالبہ کا حق حاصل ہوتا ہے کہ یہ تالیف اس کی شخصی وذاتی کاوش ہے، لہذا اس کی نسبت بھی مؤلف کی طرف تالیف کے تمام نسخوں میں اس کے نام، لقب، علمی عہدہ اور دیگر ضروری تعارف کی وضاحت نشر واشاعت کے وقت اور ایسے ہی اس سے استفادہ کرتے ہوئے اس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

حقِ نسبتی کو اگر عام طور پر حسی اعتبار سے دیکھا جائے، تو اس کی مثال اولاد اور درخت کے میوے کی طرح ہے، یعنی جس طرح سیب کے بارے میں کوئی یہ کہے کہ یہ مالٹے کے درخت سے پیدا ہوا ہے، تو اسے لوگ ناسمجھ کہیں گے اور جیسے معاشرے میں معروف النسب بچے کی نسبت باپ کی طرف نہ کرنا اخلاقی اور شرعی گناہ ہے، جسے قذف کہتے ہیں، ایسے ہی فکری محنت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تالیف کو بھی یہ مرتبہ ملنا چاہیے، تاکہ اس تالیف کی نسبت اسی مؤلف کی طرف کی جاسکے۔[7]

حقوق ادبیہ کے تحت ملنے والی حق نسبتی کا شرعی تناظر میں تعارف

اسلام نے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی پر بھرپور توجہ دی ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث کے نصوص میں اس کے بارے میں خوب تاکید کی گئی ہے، جب کہ حقوق العباد کی خلاف ورزی کرنے والوں کو دنیا وآخرت میں سخت ترین سزاؤں کی وعید سنائی گئی ہے، اسی طرح اہلِ کتاب کو قرآن مجید میں بیان فرما کر جس طرح حقوق العباد کی ظاہری پہلو پر روشنی ڈالی گئی، ایسے ہی حقوق العباد کی مضمر اور پُراسرار اطراف کے ذکر کو بھی نہیں چھوڑا گیا، بلکہ سورۃ آلِ عمران میں حقوقِ ادبیہ کی خلاف ورزی کرنے والوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا: چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

"وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا" "اور (پسندیدہ کام) جو کرتے نہیں ان کے لیے چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے"۔[8]

یہودیوں کی یہ بُری خصلت ذکر کی گئی کہ دوسروں کی محمود اوصاف کو اپنی طرف منسوب کرنے کے عادی تھے، اس صفت کو ذکر کر کے دردناک عذاب کا حکم لگایا گیا، چنانچہ فرمایا: " فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ"
"ان کی نسبت خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے اور انہیں درد دینے والا عذاب ہوگا"۔

جب کہ احادیث مبارکہ میں ان حقوق کی حفاظت کی تاکید بیان فرمائی اور اسے ایجاد کنندہ کا حقِ حقیقی تسلیم کیا گیا، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: "من أحيا أرضا ميتة فهي له"۔"جس نے غیر آباد زمین کو آباد کیا، تو وہ زمین آباد کرنے والے کی ہے"۔ (9)

حقوق ادبیہ کے تحت ملنے والی حق نسبتی کا شرعی جائزہ

حقوق ادبیہ میں حق نسبتی شخصی اور ذاتی حق ہے، کیونکہ یہ مؤلف کی ذات سے ملا ہوا ہے، لہذا اب جو احکامات حقوقِ شخصیہ کے ہوں گے، تو وہی احکامات حقِ نسبتی کے بھی ہوں گے۔

ا۔ منجملہ ان احکامات کے ایک یہ ہے کہ اس حق نسبتی میں تصرف کرنا یعنی جس طرح ثابت النسب لڑکے / لڑکی کو دوسرے کی طرف منسوب کرنا شرعا درست نہیں اور دیگر نسب وغیرہ میں ترمیم کرنا جائز نہیں، ایسے ہی اس "حق نسبتی" میں بھی ترمیم درست نہیں۔

۲۔ مالی حقوق پر حکومتی پابندی لگ سکتی ہے، لیکن حقِ نسبتی چونکہ شخصی حق ہے اس وجہ سے اس پر پابندی لگانا بالکل درست نہیں۔

۳۔ مالی حقوق کا دورانیہ مخصوص مدت تک مقرر ہوتا ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے، جب کہ حقوق ادبیہ میں حقِ نسبتی ایک دائمی حق ہے، جو زندگی اور موت کے بعد ہمیشہ کے لیے باقی رہتا ہے۔

مذکورہ بالا تینوں باتوں پر تاریخ متفق ہے کہ جب سے تصانیف کا سلسلہ شروع ہوا ہے، اسی وقت سے آج تک اکثر بیشتر مؤلفات اپنے مصنفین کی طرف حتی الوسع منسوب کیے جاتے ہیں۔ (10)

کیونکہ جب کتاب کی غلطی اور نقصان کی نسبت صاحب کتاب کی طرف جاتی ہے اور اس وبال مصنف پر پڑتا ہے، تو انصاف کا تقاضہ یہی ہے کہ اصل کتاب کی نسبت بھی مؤلف کی طرف ہو جائے۔

۲۔ حق اشاعت

موجدین کے حقوقِ ادبیہ میں دوسرا حقِ اشاعت ہے اس حق کی وجہ سے نشر واشاعت اور دیگر متعلقہ امور کا مکمل اختیار مصنف کے ساتھ ہوتا ہے، جس میں وقتِ اشاعت، مالیت، طریقۂ اشاعت اور تعداد وغیرہ کا اختیار مؤلف کو حاصل ہوتا ہے۔ (11)

حقِ اشاعت کو تمام ادبی حقوق میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے، کیونکہ یہ وہ پہلا حق ہے، جس کی وجہ سے تمام مالی معاملات متعین کرنے اور اشاعت کے دیگر حقوق اسی کی وجہ سے ملتے ہیں، اگر یہ حقِ اشاعت نہ ہو، تو پھر مالیت کے مقدار مقرر کرنے میں مشکلات

پیدا ہوں گی۔[12]

حقوق ادبیہ میں حقِ اشاعت کا شرعی حکم

(الف) 1۔اگر تصنیف زندگی میں مکمل ہوگئی، تو مصنف کو اکیلے بلا شرکتِ غیر یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اس کے نشر کا طریقہ اختیار کرکے، مناسب وقت، معتدل ماحول اور صحیح شخص کے ہاتھوں کی طباعت واشاعت کا کام حوالہ کرے، چونکہ یہ حق مؤلف کا شخصی اور ذاتی حق ہے اس وجہ سے اس کی رضامندی کے بغیر نشر کرنا یا پھر اشاعت کے لیے اس پر جبر کرنا یا مخصوص وقت میں چھپائی پر زبردستی کرنا بھی جائز نہیں۔

2۔جب مصنف اشاعت کا فیصلہ کرے، تو اب وقت کی تعین اور اشاعت کے مناسب شخص یا ادارے کا انتخاب اور اس کے ساتھ خرید وفروخت یا ہبہ واجارہ کا معاملہ بھی مصنف کو سپرد ہوگا، اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کام کرنا خلاف قانون متصور ہوگا۔

3۔تصنیف کی تکمیل سے پہلے اسے چھاپنا ناقص الخلقت بچے کے اسقاط کے مترادف ہوگا، لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔

(ب) 1۔تصنیف کی اشاعت سے پہلے اگر مؤلف وفات پا جائے اور میت نے اس کی اشاعت کے وقت، ناشر اور طریقۂ اشاعت کے بارے میں کوئی وصیت کی ہو یا میت نے کسی وارث کے حق میں اشاعت کی ذمہ داری سپرد کی ہو، تو اس کے مطابق طباعت کا فریضہ انجام دینا لازمی ہے۔

2۔اسی طرح میت نے کسی ادارے یا فرد کے بارے میں طباعت نہ کرنے کی نشاندہی کی ہو یا مخصوص وقت میں نشر نہ کرنے کی ہدایت دی ہو یا پھر ہمیشہ کے لیے شائع نہ کرنے کی تصریح کی ہو، تو ان تمام صورتوں میں وصیت پر عمل درآمد کرنا ضروری ہے۔

3۔اگر ورثاء کا کسی ناشر، مالیت، معیاد، معین طریقہ وغیرہ امور پر اتفاق ہو جائے، تو اس کے مطابق نشر کرنا چاہیے، لیکن اگر ورثاء میں ان باتوں پر اختلاف ہو جائے، تو پھر متعلقہ محکمہ کی طرف رجوع کرکے اتفاق رائے بنایا جائے۔

4۔اگر ورثاء نشر واشاعت کا بندوبست نہ کرے، تو محکمۂ اشاعت کی طرف سے باقاعدہ کاغذی طلب نامہ لکھ کر بھیجے، اگر چھ ماہ کے اندر اندر نشر واشاعت کی ترتیب نہ بنائے، تو ادارہ اپنی طرف سے سوموٹو ایکشن لے کر اپنی طرف سے قانون سازی کرکے مناسب اقدام کا حق رکھنے کا اختیار حاصل کر سکتی ہے۔[13]

حقِ رجوع

حقوقِ ادبیہ میں حقِ رجوع کا مطلب یہ ہے کہ مصنف یا مؤلف اپنی تصنیف کے مزید نشر واشاعت کو طباعت یا تقسیم سے روکنے یا شرائط کی روشنی میں متعلقہ فرد یا ادارے سے واپسی کا حق رکھتا ہے۔[14]

حقوق ادبیہ میں حقِ رجوع کا شرعی حکم

(الف) 1۔ مصنف کی زندگی میں اگر گذشتہ تحقیقات کے برعکس نئی ریسرچ سامنے آجائے، جس کی سے رو سابقہ کتاب میں موجودہ مواد درست نہ ہو، اس بناء پر مؤلف گذشتہ تصنیف سے رجوع کرنے کے لیے ناشر سے اپنی حقِ رجوع کو استعمال کرتے ہوئے تصنیف کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے، ہاں البتہ اس کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

پہلی شرط: گذشتہ تحقیق کی غلطی اور نئی ریسرچ کی تصویب قطعی یقینی اور صحیح وجوہات پر مبنی ہوں، محض شک، سنی سنائی افواہوں یا غلط اخبار پر موقوف نہ ہو، اگر مؤخر الذکر معاملہ ہو، تو پھر مصنف کو حقِ رجوع حاصل نہیں ہو گا۔

دوسری شرط: اگر مصنف نے مالی معاوضہ کے بدلے حقِ اشاعت دیا ہو، تو اس صورت میں حقِ رجوع استعمال کرتے ہوئے جتنا نقصان ناشر کو ہوتا ہے وہ نقصان مصنف کو برداشت کرنا پڑے گا، اسی طرح حقِ اشاعت کے بدلے جتنی مالیت لی ہے، اس کو بھی واپس لوٹانا لازمی ہو گا۔

2۔ اگر مصنف حقِ رجوع کی تائید میں اسباب بیان کر کے اگر ناشر کو واپسی پر قانع نہ کر سکے، تو اس صورت میں سول کورٹ کی طرف رجوع کر کے معاملہ عدالتی فیصلے کے مطابق ختم کیا جا سکتا ہے اور اگر عدالتی ماہرین کی نگرانی میں ان اسباب کو حقِ رجوع کے لیے کار گر ثابت کرے، تو ٹھیک و گرنہ حقِ اشاعت برقرار رہے گا اور "حقِ رجوع" مصنف کو اس صورت میں حاصل نہیں ہو گا۔(15)

3۔ اگر تصنیف میں ماحول کے تاثر، زمانے کی تبدیلی، سرسری تحقیق، دستیاب کتب سے استفادہ، یا ایک خاص مکتبۂ فکر کے ساتھ تعلق یا ان کے غلبہ کی وجہ سے یا تصنیف پر ماہرینِ فن کی فی الفور سخت تنقید یا ملکی یا دینی فضا میں تکدر کا خطرہ پیدا ہونے کی وجہ سے کتاب کی کلیدی رائے پر از سرِ نو تحقیق کا رجحان پیدا ہو جائے اور تحقیق نہ کرنے کی صورت میں مصنف کی شخصیت اس کی شہرت و سمعہ یا اس کی علمی مرتبہ کو شدید خطرہ لاحق ہو اور اس کی وجہ سے حقِ رجوع استعمال کرنے پر مصر ہو، تو اس صورت میں اگر نشر شدہ کتب کے آخر یا ابتداء میں ان اغلاط کے لیے بطور ضمیمہ یا اغلاط کی تصحیح کے عنوان سے مزید ایک صفحہ نشر کیا جائے، تو اس صورت میں حقِ رجوع مصنف کو حاصل نہیں ہو گا۔(16)

۴۔ اگر جج اور قاضی نے با قاعدہ ماہرین کے ساتھ مشورہ کر کے مصنف کو حقِ رجوع دے دیا، مگر مصنف کے ساتھ حقِ اشاعت کے بدلے لیے گئے مالی معاوضہ کی واپسی اور اشاعت و توزیع پر خرچ کیے ہوئے رقم کا بندوبست نہ ہو اور نہ ہی کوئی کفیل اس کی ذمہ داری لینے کو تیار ہو، تو اس صورت میں اگرچہ جج اور قاضی کا فیصلہ اپنی جگہ پر درست ہے، لیکن مالی مکافات نہ ہونے کی وجہ سے مصنف کو اس صورت میں حقِ رجوع حاصل نہیں ہو گا، بلکہ ناشر کے پاس نشر و اشاعت اور طباعت و تقسیم کا حق برقرار رہے گا۔

(ب) 1۔ اگر مصنف نے اپنی زندگی میں نشر و اشاعت کی با قاعدہ اجازت دی ہو، تو اب یہ حق مصنف کے مرنے کے بعد ورثاء کو

منتقل نہیں ہوا، بلکہ یہ حق زندگی تک موقوف تھا، مصنف کی وفات کے بعد یہ حق ختم ہوا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ "حق رجوع" حقِ شخصی تھا، جو محض مؤلف کو اس کی زندگی میں ہی حاصل ہوا تھا، جب اس کے ساتھ دوسروں کے حقوق متعلق ہوئے، مثلاً ناشر نے خطیر رقم خرچ کرکے اس کو چھاپا یا حق اشاعت کے بدلے مصنف کو عوض بھی دیا، اب ورثاء کو میت کے اس حقِ شخصی کی وجہ سے حقِ رجوع استعمال کرنا درست نہیں۔

ہاں البتہ باہمی رضامندی سے مقدمہ یا ضمیمہ یا پھر حاشیہ کی صورت میں اگر مصنف کی غلطیوں کا ازالہ ممکن ہو، تو اس صورت کو اختیار کرنا چاہیے۔

2۔ اور اگر مصنف نے اپنی زندگی میں نشر واشاعت کی باقاعدہ کوئی اجازت نہ دی ہو، بلکہ ورثاء نے ناشر کے ساتھ معاہدہ کرکے اس کو طباعت کی باقاعدہ اجازت دی ہو، تو اس صورت میں اگر ورثاء کو ملے ہوئے حقِ ادبی کے تحت ملا ہوا **"حقِ رجوع"** بھی ملنا چاہیے۔ (17)

حقِ ترتیب و تنسیق قطع و برید

حقِ تالیف چونکہ ایک فکری حق ہے اور فکر میں کمی وزیادتی، اصلاح و ترمیم، حذف واضافہ، ایجاز و تفصیل وغیرہ حالات، واقعات، زمانہ اور تجربہ کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں، اس لیے حقوق ادبیہ میں سے یہ حقِ ترتیب و تنسیق بھی مؤلف کو حاصل ہوتا ہے، کیونکہ تصنیف پر کنٹرول اور اس کی ذمہ داری وغیرہ تمام امور مصنف کو حاصل ہوتے ہیں، لہذا آئندہ کے لیے بھی "حقِ ترتیب" کے طور پر اپنی تالیف میں تنسیق، قطع و برید کا اختیار مؤلف کو حاصل ہونا چاہیے۔ (18)

حقوق ادبیہ میں حقِ ترتیب و تنسیق، قطع و برید کا شرعی حکم

وقت گزرنے کے ساتھ اقوام کی تربیت کے لیے ان کے ماحول کے مطابق اصلاح، قطع و برید وغیرہ امور کا حق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے "نسخ" کی صورت میں نازل فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: "مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا" (19)

"ہم جس آیت کو منسوخ کر دیتے یا اسے فراموش کرا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی اور آیت بھیج دیتے ہیں"۔

تحویل قبلہ، آیتِ وصیت اور آیتِ حدِ زنا وغیرہ اس کے واضح دلائل ہیں۔

اس کے علاوہ احادیث مبارکہ میں تابیر النخل، سور کلب، وجوبِ غسل جمعہ، میراث مؤاخات وغیرہ احادیث بھی قطع و برید وغیرہ پر واضح دلائل موجود ہیں۔ جب کہ قرآن مجید میں تمام مخلوقات کو ان کے نقصانِ علم اور تغیرِ فکر کی وجہ سے "حقِ ترتیب و قطع" دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: "وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا" (20)

"اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے"۔

حقِ ترتیب و تنسیق، قطع و برید سے متعلقہ مسائل و شرائط

پہلی حالت: اپنے ہی خرچہ پر طبع ہونے کی صورت میں چونکہ ادبی و مالی ذمہ داری مؤلف ہی کو ملتی ہے، اس لیے دوسری کے مالی و جانی

مصالح کو نقصان نہ پہنچنے کی صورت میں معنوی یا مادی ضرر اسی کو ہوتا ہے، لہذا یہ صورت مکمل طور پر جائز۔[21]

دوسری حالت: تصنیف کی اشاعت اگر مؤلف کے علاوہ دوسرے ناشر کے ذمہ ہو اس صورت میں چونکہ تالیف کے موضوع میں تبدیلی سے ناشر کو مالی نقصان پہنچ رہا ہے، اس لیے چند شرائط کے ساتھ مؤلف کو **"حقِ ترتیب اور قطع وبرید"** حاصل ہوگا:

پہلی شرط: یہ ہے کہ مؤلف کی تصنیف میں تبدیلی واقعی اور معتبر اسباب کی روشنی میں ہو اور تبدیلی نہ کرنے کی صورت میں مصنف کو دیانتا یا اس کی شہرت وسمعہ، یا علمی وقار مجروح ہونے کا قوی اندیشہ ہو، تو اس صورت میں **"حقِ ترتیب اور قطع وبرید"** کا اختیار مؤلف کو حاصل ہوگا۔

دوسری شرط: اگر ناشر کو مالی نقصان کا عوض دینے پر رضامندی کی صورت میں مؤلف کو **"حقِ ترتیب اور قطع وبرید"** کا اختیار حاصل ہوگا، تو اسی طرح حقِ مالی کی حصولی کی صورت میں اس کی واپسی بھی لازمی ہوگی۔

تیسری حالت: مصنف نے اگر تالیف کے زمانے میں اپنی ایک مخصوص سوچ اور خاص ماحول کی وجہ سے ایک رائے اختیار کی ہو، مگر بعد میں حالات اور فکر کی تبدیلی سے وہ سابقہ رائے برقرار نہ رہی، جس کی وجہ سے اب فکرِ امت اور اپنے قارئین کو اپنی جدید تحقیق اور موجودہ رائے سے باخبر کرنے کے لیے تالیف میں تبدیلی کا باعث اگر ابھر رہا ہو، تو اس لیے **"حقِ ترتیب اور قطع وبرید"** کا ملنا گذشتہ شرائط کی روشنی میں جائز معلوم ہوتا ہے۔[22]

حق دفع تجاوز

مصنف کی تالیف میں بغیر اجازت قطع وبرید یا اس کے ادبی حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں تجاوزات کے خلاف آواز بلند کرنا مؤلف کا بنیادی حق ہے، کتاب میں تغییر، حذف، اضافہ یا تبدیل وغیرہ کا اختیار صرف مؤلف کو ہوتا ہے، اسی طرح مصنف کی کتاب کا ترجمہ کچھ اس انداز سے کیا گیا ہو، کہ اس میں مصنف کی مطلب کے خلاف کوئی بات ہو، تو اس صورت میں بھی "حق دفع تجاوز" کی رو سے مؤلف کو قانونی چارہ جوئی کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

حقوق ادبیہ میں **"حقِ دفعِ تجاوز"** کے شرائط اور شرعی جائزہ

(الف) 1۔ کتاب کی ترتیب وتنسیق یا کتاب کی تبویب وتخریج جدید یا اصلاح وغیرہ کی خدمت اگر کوئی دوسرا شخص مصنف کی اجازت سے کرے اور پھر اس میں کوئی بھول چوک ہو جائے یا قصداً اس نے کتاب کی ترتیب میں تبدیلی کی ہو، تو اس صورت میں اگر کتاب کے شروع مقدمہ یا نیچے حاشیہ میں اس کی وضاحت کر دی ہو، تو پھر مؤلف کو "حق دفع تجاوز" کی رو سے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا، لیکن اگر نہ کتاب کے شروع میں اپنے مقدمہ میں اس کی وضاحت کی ہو اور نہ ہی حاشیہ میں اس توضیح کر دی، تو پھر مصنف کو اختیار حاصل ہوگا۔

2۔ اگر کتاب کے ترجمہ میں "ترجمانی، مطلب خیزی، روانی" کی وجہ سے پیرا گراف میں تقدیم یا تاخیر ہو جائے اور ابتداء میں منہج

ترجمہ میں اس کی وضاحت بیان کر دی گئی، تو پھر مصنف کو حق دفع تجاوز کا اختیار حاصل نہیں ہوگا، ہاں اگر سابقہ اجازت کے بغیر حذف وتغیر ترتیب وتنسیق میں کوئی قطع وبرید سے کام لیا گیا، تو پھر مصنف کو یہ حق حاصل ہوگا۔

3۔اسی طرح مذکورہ امور اختیار نہ کرنے کی صورت میں اگر مصنف کی مصلحت کی رعایت رکھتے ہوئے کوئی ایسی تجاوز کر دی، تو بھی اخلاقاً مؤلف کو یہ حق اختیار کرنے کی اجازت نہیں ملنا چاہیے۔[23]

(ب) مصنف کی موت کے بعد اس کے ورثا بطورِ نیابت تصنیف کی تجاوزات پر قانونی چارہ جوئی کو عمل میں لائے، اگر تصنیف میں بلا ضرورت کوئی اضافہ قطع وبرید وغیرہ کی گئی ہو، تو ورثاء کو موت کے بعد بھی پوچھ گچھ کا مکمل اختیار ہوگا۔یعنی جس طرح مصنف کی زندگی میں اس کو اضافہ وترمیم کا حق حاصل تھا، تو ورثا کو بھی حاصل ہونا چاہیے، اسی طرح یہ بات بھی واضح رہے کہ کتاب کی خدمت اگر ورثاء کی اجازت سے کرنا چاہے، تو ترجمہ، تشریح، تحقیق، تعلیق، تنقید، تبویب اور دیگر امور کا اختیار تو ہوتا ہے، مگر موت کے بعد مصنف کو مالی نقصان یا ادبی امور میں خلاف ورزی کی اجازت حاصل نہیں ہوگی۔[24]

خلاصہ: تحفظِ حقوقِ دانش ایکٹ ۲۰۱۲ء میں کاپی رائٹ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، چونکہ حقوقِ دانش کے موجودہ صورتوں میں سب سے قدیم قسم کاپی رائٹ ہے۔دنیا میں تصنیف وتالیف کی تاریخ بہت پرانی ہے، لہذا اس سے متعلقہ معاصر قانون بندی بھی سب سے پہلے کی گئی، جب کہ حقوقِ دانش سے متعلق دیگر قوانین کاپی رائٹ ایکٹ کی تشریح اور وقت کے ساتھ ساتھ تصنیفات وتالیفات کی جدید اضافی صورتوں کے آنے کے بعد اس کے لیے قانون بندی کی ضرورت کے پیشِ نظر مرتب کی گئی۔جب کہ کاپی رائٹ ایکٹ اور دیگر حقوقِ دانش سے متعلقہ قوانین میں حقوقِ ادبیہ کے تحت مصنف کو ملنے والی حقوق آپس میں مشترک ہوتی ہیں۔حقوقِ ادبیہ کے تحت مصنف کو حقِ نسبتی، حقِ اشاعت، حقِ رجوع، حق ترتیب، اور حقِ دفع تجاوز حاصل ہوتا ہے، معاصر قوانین کے ساتھ ساتھ شرعی نقطۂ نظر سے بھی ان حقوق کا اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے، جن کی روشنی میں مصنف کے حقوقِ ادبیہ میں اس کی کاوش کی نسبت مصنف کی طرف کرنا اور نشر واشاعت، وقت کے ساتھ ساتھ اس میں ترتیب اور خلاف ورزی کی صورت میں مصنف کو اپنے حق کا بازپرس کرنا شرعی دلائل کی روشنی میں ثابت ہے۔

حوالہ جات

---

(1) دیکھئے: http: //www.ipo.gov.pk

(2) www.ipo.gov.pk

(3) الجندی، محمد، حمایۃ حق المؤلف من منظور اسلامی، منشور ضمن مجموعۃ أبحاث "ندوۃ حقوق المؤلف"، رابطہ الجامعات الاسلامیۃ، مصر، ۱۹۹۶م/ ۱۴۶۲ھ۔ص ۲۵۔

(4) التویجری، ولید بن سلیمان، حمایۃ الحق الأدبی للمؤلف فی الفقہ والنظام، قسم السیاسۃ الشرعیۃ، المعہد العالی للقضاء جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۸۷م۔ ص۲۱۔

(5) النجار، عبداللہ مبروک، الحمایۃ المقررۃ لحقوق المؤلفین الأدبیۃ، دار النہضۃ العربیۃ مصر، الطبعۃ الأولی: ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱م۔ ص۲۸۔

(6) مجلہ عالم الکتب، "الحق الاخلاقی"، ص۶۹۴، شمارہ: ۴۔

(7) کنعان، نواف، حق المؤلف، دار الثقافۃ للنشر والتوزیع بیروت، الطبعۃ الأولی: ۱۹۹۲م/۱۴۲۲ھ۔ ص۹۳۔

(8) سورۃ آل عمران: ۱۸۸۔

(9) البخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی: ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲م۔ کتاب المزارعۃ(۴۱)، باب من احیا أرضا مواتا، رقم: ۲۳۳۵، ج۳ ص۱۰۶۔

(10) بیشتر ایجادات اور کتب کے ناموں کے لیے ملاحظہ فرمایئے: العدوی، خلیل، موسوعۃ العلماء والمخترعین، دار اسامۃ الاردن عمان، الطبعۃ الأولی: ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹م۔ ص۳۵۔

(11) الصدہ، عبدالمنعم فرج، اصول القانون، دار النہضۃ العربیۃ، بیروت، ۱۹۷۹م/۱۴۰۸ھ۔ ص۳۷۳۔

(12) المقیت، ابوالیزید علی، الحقوق علی المصنفات الأدبیۃ والفنیۃ والعلمیۃ، منشاۃ المعارف الاسکندریۃ مصر، ۱۹۶۷م/۱۴۰۰ھ۔ ص۴۔

(13) السنہوری، عبدالرزاق احمد، الوسیط فی شرح القانون المدنی الجدید، منشورات الحلبی الحقوقیۃ بیروت، لبنان الطبعۃ الأصلیۃ الجدیدۃ: ۲۰۰۰م/۱۴۲۰ھ۔ ج۸ ص۴۱۴۔۴۱۹۔

(14) المبادیٔ الأولیۃ لحقوق المؤلف، طبع کردہ ذیلی ادارہ اقوام متحدہ یونیسکو، ۱۹۸۱م/۱۴۰۱ھ۔ ص۲۵۔

(15) ابوزید، بکر بن عبداللہ، فقہ النوازل قضایا فقہیۃ معاصرۃ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع و تاریخ نامعلوم۔ ج۲ ص۱۶۴۔

(16) الوسیط، الجزء الثانی، رقم: ۲۴۲، ج۸ ص۴۱۹، ۴۲۹۔

(17) الوسیط، ج۸ ص۴۱۴۔

(18) الدرینی، فتحی، حق الابتکار فی الفقہ الاسلامی المقارن، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ: ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴م۔ ص۸۸۔

(19) سورۃ البقرۃ: ۱۰۷۔

(20) سورۃ النساء: ۸۲۔

(21) حمدی، عبدالرحمن، فکرۃ الحق، دار الفکر العربی، بیروت، ۱۹۷۹م/۱۳۹۹ھ۔ ص۱۳۵۔

(22) الشہرانی، حسین بن معلوی، حقوق الاختراع والتالیف، دار طیبہ للنشر والتوزیع الریاض سعودی عرب، الطبعۃ الأولی: ۲۰۰۴م/۱۴۲۵ھ۔ ص۱۷۵۔

(23) فقہ النوازل، ج۲ ص۱۶۷۔

(24) الوسیط، الجزء الثانی، رقم: ۴۴۰، ۴۴۱، ج۸ ص۴۱۸، ۴۱۷۔